قرآن وسنت کی روشنی میں ''تحفظ خواتین بل'' کا تجزیہ

مفتی منیب الرحمٰن

پاکستان کی پارلیمنٹ نے جو تحفظ خواتین بل 2006ء منظور کیا ہے، وہ اپنے مقاصد، مابعد مرتب ہونے والے اثرات ونتائج اور متن کے اعتبار سے قرآن وسنت اور مقاصد شریعت کے منافی ہے۔ چونکہ آئین پارلیمنٹ کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ قانون سازی قرآن وسنت کے مطابق ہو، لہٰذا یہ اصولی طور پر آئین کے بھی منافی ہے اور قرارداد مقاصد کے بھی منافی ہے، جسے آئین کا مؤثر حصہ قرار دیا جا چکا ہے۔

ہماری رائے میں جو امور قرآن وسنت اور مقاصدِ شریعت کے منافی ہیں، وہ یہ ہیں۔

(1) قرآن وسنت کی رو سے زنا، ایک سنگین جرم ہے، اس کا مفہوم ہر شخص کے ذہن میں واضح ہے، لیکن قانونی تقاضوں کی تکمیل کے لئے اسکی باقاعدہ قانونی اور شرعی تعریف کر دی گئی ہے اور یہ جرم اگر شرعی معیار (یعنی چار عینی گواہ یا مجرم کا اقرار واعتراف جرم) کے مطابق ثابت ہو جائے تو ''موجب حد'' ہے اور اس پر حد شرعی نافذ ہوگی، جو غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ:۔ ''زانیہ عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر (حقیقت میں) ایمان لاتے ہو تو تمہیں اللہ کے دین کی خاطر ان دونوں پر (حدِ شرعی نافذ کرنے میں) کسی نرمی (ورعایت) کا برتاؤ نہیں کرنا چاہئے'' (سورۃ النور: آیت 2)۔

اور شادی شدہ کے لیے اس فعلِ خبیث کی سزا رجم (سنگسار کرنا) ہے۔ رجم کی سزا سورۃ المائدہ: 43 سے اشارۃ النص کے طور پر اور احادیث مبارکہ سے تواتر کیساتھ ثابت ہے۔ رجم 53 احادیث مرفوعہ، 14 احادیث مرسلہ، 14 آثار تابعین اور 5 فتاوائے تابعین رضی اللہ عنھم سے ثابت ہے، جو حد تواتر کو پہنچ جاتا ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک مسلمان شادی شدہ شخص رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہاں پر اس نے اعترافی بیان دیا کہ اس نے زنا کیا ہے، پھر اس نے چار بار اپنے اوپر اقرار جرم کیا، تو رسول ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے رجم (سنگسار) کر دیا جائے'' (صحیح بخاری، کتاب الحدود جلد: 4 ص: 253 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)۔ ہم اختصار کے پیش نظر تمام احادیث مبارکہ درج نہیں کر رہے۔

اور اس حد کے بارے میں قرآن وسنت زنا بالجبر (RAPE) کی کوئی تقسیم نہیں ہے، بلکہ فرق صرف یہ ہوگا کہ زنا بالرضا میں فریقین پر حد جاری ہو گی، اور زنا بالجبر کی صورت میں، وہ فریق جس کو مجبور کر دیا جانا پایہ ثبوت کو پہنچ جائے، اسے باعزت بری کر دیا جائے گا۔ لہٰذا جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ، مزنیہ بالجبر (RAPED VICTIM) کو بھی حدود آرڈیننس کے تحت زنا کا مجرم گردانا جاتا تھا، یہ صریح بہتان اور کذب وافتراء ہے، حدود آرڈیننس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے البتہ جبر کو عدالت میں ثابت کرنا ہوگا۔ خود رسول ﷺ کے سامنے جب زنا بالجبر کا مقدمہ پیش ہوا تو آپؐ نے ''مزنیہ بالجبر'' کو باعزت بری کر دیا، ہم اختصار کی بنا پر حدیث درج نہیں کر رہے۔

جبکہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ ''تحفظ خواتین بل'' میں زنا بالجبر کو حد سے نکال کر تعزیرات پاکستان کے تحت محض ایک تعزیری جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ امر پارلیمنٹ میں پیش کردہ بل میں ایکٹ نمبر 45، بابت 1860ء میں نئی دفعہ کی شمولیت کے تحت دفعہ نمبر 376، بعنوان ''زنا بالجبر کے لئے سزا'' میں موجود ہے، جو یہ ہے..... ''جو کوئی زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے، اسے سزائے موت یا کسی ایک قسم کی سزائے قید، جو کم سے کم پانچ سال یا زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا'' (بحوالہ: روزنامہ جنگ، جمعرات 16 نومبر 2006ء)۔

مذکورہ بالا سزا، قرآن وسنت کے صریح منافی ہے، کیونکہ اس میں زنا بالجبر کی سزا، سزائے موت یا پانچ سے پچیس سال کی قید بمع جرمانہ رکھی گئی ہے، جبکہ قرآن وسنت میں ''زنا بالجبر'' اگر شرعی معیار کے مطابق ہو جائے تو اس کی سزا شادی شدہ کے لئے متعین طور پر رجم ہے (ملاحظہ ہو، سنن ترمذی: جلد: 2 ص: 412، رقم الحدیث 1454، دار الکتب العلمیہ، بیروت) اور غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے ہیں (ملاحظہ ہو، سورۃ النور: 2)۔ اس سلسلے میں قرآن وسنت کے حوالے سے ہم اپنے موقف کو شروع میں ثابت کر چکے ہیں۔ زنا بالجبر کو مطلقاً حد سے نکال دینا قرآن وسنت کا صریح انکار ہے۔ جو لوگ یہ پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ زنا بالجبر شدید ترین جرم ہے، لہٰذا اسکی سزا بھی شدید ترین اور عبرت ناک ہونی چاہئے۔ انہوں نے اس موجودہ پاس کردہ بل میں یہ سزا، سزائے موت یا پانچ تا پچیس سال قید بمع جرمانہ رکھ کر اسے جج کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے، یعنی اگر جج چاہے تو زنا بالجبر کے سنگین جرم کے مرتکب شخص کو صرف پانچ سال قید اور جرمانہ کی سزا دے کر بری کر دے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے کھلی بغاوت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ: ''اور جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے آگے بڑھے (یعنی مخالفت کرے) تو وہی لوگ ظالم ہیں، (سورۃ البقرۃ: آیت نمبر 229)''۔ جب قانون میں زنا بالجبر کی سزا میں لچک رکھ دی گئی ہے اور اسے جج کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے تو دراصل یہ بااثر لوگوں کے لئے ایک رعایت کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

پارلیمنٹ کے منظور کردہ اس بل میں زنا بالجبر کے سنگین جرم کے مرتکب شخص سے جرمانہ وصول کرنے کا ذکر بھی سطور بالا میں درج ہے، جو کہ قرآن و سنت کی صریح مخالفت ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ، میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں، اس کا فریق مخالف کھڑا ہوا اور یہ شخص، پہلے شخص سے زیادہ سمجھ دار تھا، کہنے لگا کہ اس نے سچ کہا، ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں اور مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت عطا فرمائیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' کہو'' تو فریق ثانی نے کہا کہ میرا بیٹا اسکے اہل خانہ میں مزدوری کرتا تھا اور اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا، تو میں نے اس کے فدیہ کے طور پر ان کو سو بکریاں اور ایک غلام دیا، پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں کی سزا اور ایک سال کے لئے جلاوطنی ہے، اور اسکی بیوی پر سنگسار کرنے کی

سزا ہے۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں ضرور تمہارے درمیان کتاب اللہ کی روشنی میں ہی فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور غلام تجھے واپس کر دیئے جائیں گے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں کی سزا اور جلا وطنی لازم ہے، (پھر آپ نے ایک قریب بیٹھے صحابی سے فرمایا) اے انیس! صبح کو اس عورت کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو، اگر وہ اعتراف جرم کرے تو اسے رجم کر دو، (راوی کہتا ہے کہ) اس عورت نے اعتراف جرم کر لیا، اور اسے رجم کر دیا گیا'' (صحیح بخاری شریف، کتاب الحدود، جلد نمبر 4، صفحہ نمبر 264 رقم الحدیث: 6860,6859 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ زنا ''موجب حد'' میں جسمانی سزا ہے، مالی جرمانہ نہیں۔

(2) قرآن وسنت کی روشنی میں حد زنا کے قیام کے لئے چار عینی گواہوں یا اقرار واعتراف کا پایا جانا ضروری ہے۔ جبکہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ خواتین بل میں زنا بالجبر کی سزا میں عینی گواہی کو قطعاً نظر انداز کر دیا گیا ہے، اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کی دفعہ 376 کے متعلق ٹیبل نمبر 4 میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، یہ قرآن وسنت اور اسلام سے کھلی بغاوت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور جس نے غیر اسلامی قانون چاہا تو (وہ) اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 85)''۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1) ترجمہ: ''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ کافر ہیں'' (سورۃ المائدہ:44)''۔

(2): ''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ ظالم ہیں، (سورۃ المائدہ:45)''۔

(3) ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ فاسق ہیں (سورۃ المائدہ:47)''

ان آیات کریمہ کے مخاطب حکمران ہیں، کیوں کہ احکام الٰہی کو نافذ کرنا، فرد کی نہیں، اہل اقتدار کی ذمہ داری ہے، چنانچہ ان آیات مبارکہ میں ان حکمرانوں کو جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں، بالترتیب کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جو حکمران تساہل کی وجہ سے اللہ کے احکام کو نافذ نہ کریں، وہ فاسق ہیں اور جو تمرد اور سرکشی کے سبب اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ نہ کریں، وہ ظالم ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام کا سرے سے انکار کر دیں، وہ کافر ہیں۔

(3) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر 14 میں آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعہ 6 اور 7 کو حذف کیا گیا ہے، چنانچہ منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر 14 میں واضح طور پر موجود ہے کہ ''زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء آرڈیننس نمبر 7، مجریہ 1979ء کی دفعات 6 اور 7 کو حذف کر دیا جائیگا۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ، ہفتہ 18 نومبر 2006ء)

اس ترمیم کے مطابق آرڈیننس نمبر 7، 1979ء کی دفعہ 6 کو کلی طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے، حالانکہ آرڈیننس 1979ء کی دفعہ 6 میں زنا بالجبر کے لئے درج ذیل سزائیں مقرر کی گئی تھیں:

(الف) اگر مرد یا عورت محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو اس کو کسی جائے عام پر رجم (سنگسار) کر کے ہلاک کر دیا جائے گا۔

(ب) اگر مرد یا عورت محصن نہیں ہے (یعنی غیر شادی شدہ ہے) تو جائے عام پر کوڑوں کی سزا، جس کی تعداد 100 کوڑے ہوگی، دی جائے گی۔ اور کوئی دیگر سزا، جس میں سزائے موت بھی شامل ہے، دی جائے گی، جو کہ عدالت، حالات مقدمہ کے مدنظر مناسب سمجھے (نیو اسلامک لاز 1979ء، ص: 61 منصور بک ہاؤس، لاہور)۔

حدود آرڈیننس کی دفعہ 6 میں موجود ان سزاؤں (یعنی الف اور ب) کو پڑھنے کے بعد ایک باشعور انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس دفعہ کو کلی طور پر منسوخ کرنے کا مقصد اس دفعہ میں موجود حدود الٰہی کو ختم کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

(4) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں زنا بالرضا ''موجب حد'' کو قابل دست اندازی پولیس جرم سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کے ٹیبل نمبر 8 میں دیکھا جا سکتا ہے۔ زنا بالرضا کو قابل دست اندازی پولیس جرم سے خارج کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ملزم کو پکڑ کر عدالت میں لانا، گواہوں کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرنا اور موقع پر موجود قرائن وشواہد کو جمع کرنے کی ذمہ داری سے حکومت دست بردار ہو گئی ہے اور مستغیث پر یہ ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ وہ مقدمات جو براہ راست جج کی عدالت میں دائر ہوتے ہیں، ہفتوں اور مہینوں ان کی سماعت کی نوبت نہیں آتی اور اس دوران میں قرائن وواقعات کی شہادت (CIRCUSMTANCIAL EVIDENCE) تلف ہو جائے گی اور کسی بھی درجے میں ثبوت جرم کے لئے کچھ نہیں بچے گا۔

(5) پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل میں زنا بالرضا کی سزا، محصن (یعنی شادی شدہ) ہونے کی صورت میں موت تک سنگسار کرنا اور اگر محصن نہ ہو، تو ایک سو کوڑوں تک کی سزا رکھی گئی ہے۔ اس امر کو قومی اسمبلی میں منظور کردہ بل کے ٹیبل نمبر 8 میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قرآن وسنت کی رو سے غیر شادی شدہ زانی کے لئے متعین سزا، سو کوڑے ہے جبکہ بل میں موجود غیر شادی شدہ کی سزا، سو کوڑے نہیں، بلکہ سو کوڑے تک بیان کی گئی ہے، جس سے یہ بات واضح ہے کہ جج سو کوڑوں سے کم کی سزا بھی دے سکتا ہے، مثلاً پچاس کوڑے مار کر باعزت بری کر دیا جائے، یہ قرآنی حکم میں صریح تحریف ہے۔

(6) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعہ 3 کو حذف کیا گیا ہے، اس امر کو قومی اسمبلی کے منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر 12 میں دیکھا جا سکتا ہے، جو یہ ہے: ''زنا کے جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء) کی دفعہ 3 کو حذف کر دیا جائیگا'' (روزنامہ جنگ، 18 نومبر، 2006ء)۔

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ 3 کہ جس کو کلی طور پر حذف کیا گیا ہے وہ یہ ہے: ''آرڈیننس دیگر قوانین پر غالب ہوگا، یعنی آرڈیننس ہذا کے احکام کسی دیگر نافذ الوقت میں درج کسی امر کے باوصف مؤثر ہونگے، (نیو اسلامک لاز، 1979، ص: 55 منصور بک ہاؤس، لاہور)۔

یہ دفعہ 3 کہ جس کو حذف کر دیا گیا ہے، اسکے سبب حدود آرڈیننس کو ان جرائم سے متعلق دوسرے کسی بھی قانون پر بالادستی (OVER RIDING EFFECT) دی گئی تھی، اس کو ختم کر دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں حدود الٰہی کی قانونی حیثیت (LEGAL STATUS) عام تعزیری قوانین کے برابر ہو جائیگی۔ علماء کمیٹی نے یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ مجوزہ بل میں مندرجہ ذیل دفعہ شامل کر دی جائے:

''اس قانون کی تعبیر و تشریح سے متعلق کسی بھی دوسرے قانون کے مقابلے میں قرآن و سنت کو بالادستی حاصل ہوگی'' اسے شامل نہیں کیا گیا۔

(7) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء کی دفعہ 4 میں لفظ ''جائز'' کو حذف کیا گیا ہے، اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر 13 میں دیکھا جا سکتا ہے، جو یہ ہے: ''زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء (آرڈیننس نمبر 7 مجریہ 1979ء) میں دفعہ 4 میں لفظ ''جائز طور پر'' اور مذکورہ دفعہ کے آخر میں تشریح کو حذف کر دیا جائے گا۔ (روزنامہ جنگ، ہفتہ، 18 نومبر 2006ء)۔ (جاری ہے)

قرآن وسنت کی روشنی میں ''تحفظ خواتین بل'' کا تجزیہ

مفتی منیب الرحمٰن...... (آخری قسط)

حدود آرڈیننس کی مذکورہ دفعہ 4، جس سے لفظ ''جائز'' کو ختم کیا گیا ہے، وہ یہ ہے: ''ایک مرد اور ایک عورت زنا کے مرتکب کہلائیں گے۔ اگر وہ باہمی جائز شادی کے بغیر بالارادہ مباشرت کریں، (نیو اسلامک لاز 1979ء، ص:55 منصور بک ہاؤس لاہور)۔

مذکورہ بالا دفعہ میں لفظ شادی کے ساتھ لفظ جائز ہے اور اس مقام پر جائز شادی سے مراد وہ نکاح ہے جو شرعی تقاضوں کے مطابق ہو۔ جب اس سے لفظ جائز کو ختم کر دیا جائے گا، تو مطلق دعوائے نکاح ہی سزا سے بچنے کیلئے کافی ہوگا، چاہے وہ دعوائے نکاح شریعت کے معیار کے مطابق جائز ثابت نہ ہو، زبانی دعویٰ یا جعلی کاغذی کارروائی کی بنا پر بھی مجرم چھوٹ جائے گا۔

(8) پارلیمنٹ کے منظور کردہ خواتین بل میں موجود ایکٹ 45، بابت 1860ء میں نئی دفعہ شمولیت کے تحت دفعہ 375، بعنوان زنا بالجبر کی شق پنجم میں یہ درج ہے کہ ''اسکی رضامندی سے یا اسکے بغیر، جبکہ وہ سولہ سال سے کم عمر کی ہو، (بحوالہ: روزنامہ جنگ، بروز جمعرات، 16 نومبر، 2006ء)۔

مذکورہ دفعہ کے تحت سولہ برس سے کم عمر (مثلاً 15 سال، 11 ماہ، 29 دن) کی عاقلہ بالغہ خاتون کے ساتھ اسکی رضامندی سے زنا کیا گیا ہو تو مرد کو زنا بالجبر کا مرتکب قرار دے کر سزا دی جائے گی اور اپنی مرضی سے زنا کرنے والی عاقلہ بالغہ عورت کو ارتکاب وثبوت جرم کے باوجود باعزت بری کر دیا جائے گا اور وہ سزا سے مکمل طور پر محفوظ رہے گی، یہ قرآن وسنت اور شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے اور اس سے فحاشی کو فروغ ملے گا، یہ وہی قانونی پوزیشن ہے جو اس وقت امریکا اور یورپ میں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی (قائم کردہ) حدود سے تجاوز کرے تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا، جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے'' (سورۃ النساء آیت نمبر 14)۔

(9) حدود آرڈیننس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا ''موجب حد'' کا الزام ہو اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں لیکن فی الجملہ جرم ثابت ہو جائے تو اسے دفعہ 10(3) کے تحت تعزیری سزا دی جاسکتی تھی، لیکن منظور کردہ بل کی رو سے ضابطہ فوجداری میں دفعہ 203 کا جو اضافہ کیا گیا ہے، اس کی شق نمبر 6 میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو زنا ''موجب حد'' کے الزام سے بری ہو گیا ہو، اس کے خلاف فحاشی کا کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا جاسکتا۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ کسی شخص کے خلاف عورت نے زنا بالجبر کا الزام عائد کیا ہو اور جبر کے ثبوت میں شک رہ جائے تو ملزم بری ہو جائے گا اور اس کے خلاف فحاشی کی دفعہ کے تحت بھی کوئی کارروائی نہیں کی جاسکے گی۔

''اب یہاں یہ بات تو ثابت ہے کہ جرم ہوا ہے اور مستغیثہ نے پولیس کے پاس زنا بالجبر کے مقدمے کا اندراج کرایا ہے لیکن جبر ثابت نہیں ہو سکا، اس کی وجوہ دو ہو سکتی ہیں:

(1) مجرم با اثر تھا اور اس نے موقع اور قرائن کی شہادتوں کو اپنی طاقت واثر سے تلف کر دیا، ضائع کرا دیا، پولیس نے با اثر شخص کے خوف سے حقائق کو تلف کر دیا یا چھپا دیا یا مجرم اتنا جابر اور طاقت ور ہے کہ اس کے خوف سے کوئی گواہ عدالت میں گواہی دینے کی ہمت ہی نہیں کر سکتا، لہٰذا مندرجہ بالا شق کی رو سے وہ زنا بالجبر کے الزام سے تو باعزت بری ہو جائے گا اور پھر اس کے خلاف فحاشی کا مقدمہ بھی درج نہیں ہو سکے گا تاکہ اسے قطعاً کوئی سزا نہ مل سکے، ہماری پارلیمنٹ کے فاضل ممبران کی اس دانش مندی سے عورت کو ''مثالی تحفظ'' ملے گا، کسی نے سچ کہا ہے ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

(2) ابتداء جرم تو باہمی رضامندی سے ہوا تھا، لیکن عزت بچانے کے لئے RAPE کا دعویٰ کر دیا، اب چونکہ عورت کو ہر قسم کی سزا سے بچانا مقصود ہے لہٰذا اس کی خاطر مرد کو بھی باعزت بری کر دیا گیا اور فحاشی (LEWDNESS) کے الزام میں جو کم تر سزا مجرمین کو مل سکتی تھی، اس قانون نے اس کے امکانات کو ختم کر دیا۔ اب اس سے فحاشی کو فروغ ملے گا۔

(10) قذف آرڈیننس کی دفعہ 14 میں قرآن کریم کے بیان کئے ہوئے لعان، یعنی اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر اسے لعان کی کارروائی میں قسمیں کھانی ہوں گی اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔

قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر شوہر لعان کی کارروائی سے انکار کرے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا، جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو، منظور کردہ بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت بے بسی سے لٹکی رہے گی۔ نہ ہی اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی، اور نہ نکاح فسخ کرا سکے گی۔

یہ دفعہ اس لئے شامل کی گئی کہ سیکولر فلسفہ قانون میں کسی شخص کو کسی جرم کے اقرار یا انکار پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، وہ عدالت کو کسی سوال کے جواب میں نہ ''ہاں'' اور نہ ہی ''نہ'' بلکہ کہہ دے کہ NO COMMENTS تو عدالت اسے کچھ نہیں کہے گی، اس سیکولر فلسفہ قانون کو اسلام کے قانون لعان پر بالادستی (OVER RIDING EFFECT) بالادستی عطا کر دی گئی ہے۔

نیز قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کارروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کرلے تو اس پر زنا کی سزا جاری ہوگی۔ منظور کردہ بل میں یہ حصہ بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں، جبکہ لعان کی کارروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوتی ہے، اور اسے اعتراف کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔

تحفظ خواتین بل کے اثرات ونتائج

1۔ اگر یہ بل تمام مراحل طے کر کے خدانخواستہ قانون کا درجہ حاصل کر لیتا ہے تو اسے ''قانون تحفظ خواتین'' کے بجائے ''قانون برائے فروغ فحاشی''

کا نام دینا زیادہ مناسب ہوگا۔

2۔ عملاً پاکستان قرآن وسنت کے صریح احکام اور پاکیزہ سماجی اقدار کے ماحول سے نکل کر مغرب کے بے غیرتی اور بے حمیتی اور فروغ فحاشی کے ماحول میں چلا جائے گا۔

3۔ جب قانون، زنا اور فحاشی کو روکنے میں ناکام رہے گا، بلکہ قانون کا علامتی خوف بھی اٹھ جائے گا، تو پاکستان میں ''کاروکاری'' ''غیرت کے نام پر قتل'' اور ماورا، عدالت انتقامی کارروائیوں کو فروغ ملے گا، کیونکہ پاکستانی معاشرہ بالعموم اور مسلمان بالخصوص اس بے غیرتی کو ہضم نہیں کر پائیں گے۔

4۔ غیر شادی شدہ جوڑے، مغرب کی طرح اکٹھے رہنا چاہیں یا ہوٹل میں کمرہ بک کر کے سیاہ کاری کرنا چاہیں تو انہیں قانون کا کوئی ڈر نہیں رہے گا۔

5۔ صدر امریکا جارج واکر بش اور وزیر اعظم برطانیہ ٹونی بلیئر نے برملا اس قانون کی تحسین کی ہے، اسے روشن خیالی، آزادروی اور جدت پسندی کا مظہر قرار دیا ہے۔

ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ جس قانون کی تعریف وتحسین یہود و نصاریٰ کریں، امت مسلمہ پر ہر سو آگ برسانے والے بش اور ٹونی بلیئر کریں، کیا وہ قرآن وسنت کے مطابق ہو سکتا ہے؟ ان کی تحسین اس امر کی دلیل ہے کہ یہ مقاصد کفر کو پورا کر رہا ہے، اور اس کے برعکس دین کا درد رکھنے والے تمام مسلمان اور علماء غمزدہ ہیں، رنجیدہ ہیں اور اس کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔

ہماری رائے میں پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کو ''تحفظ خواتین بل'' کا نام دینا، صریح مذاق ہے، اس میں خواتین کو غیر محفوظ تو کر دیا گیا ہے، ان کو تحفظ عطا نہیں کیا گیا، یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی کالے حبشی کا نام ''شمس الزمان'' یا ''نور الزمان'' رکھ دیں۔

ایک ٹیکنیکل اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ 1973ء کا دستور اسلامی ہے، اس پر علماء نے دستخط کیے ہیں اور کوئی اعتراض نہیں کیا، جب کہ حدود آرڈیننس 1979ء میں آیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ 1973ء کے آئین میں دو واضح تحدیدات (BINDINGS) تھیں:

(1) یہ کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

(2) یہ کہ تمام موجودہ قوانین کو دس سال کے اندر اسلام کے مطابق ڈھال لیا جائے گا۔

تو اگر 1973ء کے آئین پر لفظاً اور معناً عمل کیا گیا ہوتا تو بھی 1983ء سے پہلے پہلے قوانین حدود اور قوانین قصاص کا نافذ کرنا لازمی، قانونی تقاضہ تھا۔

علماء کی تجاویز

تحفظ خواتین بل کے لئے ہم نے حکومت کو تجاویز پیش کی تھیں، وہ یہ ہیں:

1۔ خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے، جاگیردار معاشرے میں اگر کسی خاتون کے لئے خاندان کے اندر متوازی رشتہ موجود نہ ہو تو اس کی ''قرآن سے شادی'' کر دی جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے اسے غیر شادی شدہ رہنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے تا کہ اسے کے ذریعے وراثت خاندان سے باہر نہ جائے۔

2۔ یہ کہ عاقلہ بالغہ عورت کی، اس کی مرضی کے خلاف جبراً شادی کرانے کو تعزیری جرم قرار دیا جائے۔

3۔ یہ کہ زمانہ جاہلیت کی طرح ''نکاح شغار'' جسے آج کل ''وٹہ سٹہ'' کہا جاتا ہے اگر اس میں کسی بھی جانب سے عورت کی رضامندی ہو یا ان کا مہر مقرر نہ کیا جائے بلکہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح اپنی بیوی کے بدل مہر میں کر دے، اسے تعزیری جرم قرار دیا جائے۔

4۔ یہ کہ ایک وقت میں تین طلاق (طلاق مغلظہ) دینے کو تعزیری جرم قرار دیا جائے تا کہ اس کی حوصلہ شکنی ہو، اور اس سلسلے میں شوہر کے ساتھ وثیقہ نویس، اوتھ کمشنر، نوٹری پبلک اور گواہوں کو بھی شریک جرم سمجھا جائے۔

5۔ یہ کہ ونی کی رسم کو تعزیری جرم قرار دیا جائے، جس میں قصاص کے مالی بدل کے طور پر قاتل کے خاندان کی چھوٹی بچیوں کا نکاح مقتول کے خاندان کے مردوں سے کر دیا جاتا ہے اور بعض اوقات عمروں میں بے انتہا تفاوت ہوتا ہے، اس سے اسلام اور پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے۔

6۔ کاروکاری، غیرت کے نام پر قتل اور ماورائے عدالت قتل ودیگر جرائم کا خاتمہ مقصود ہے تو قانون میں متاثرین جرائم اور مظلومین کو تحفظ دیا جائے، عدل کو یقینی بنایا جائے اور قانون کی حکمرانی قائم کی جائے، ورنہ محض وعظ وتذکیر یا اسمبلیوں میں تقاریر سے ان جرائم کو روکا نہیں جا سکے گا اور موجودہ قانون نے ان جرائم کے امکانات میں اضافہ کر دیا ہے۔

نوٹ: پارلیمنٹ کے منظور کردہ قانون کے بارے میں ہماری یہ رائے خالص دینی اصولوں پر مبنی ہے، اس سے سیاست کا کوئی تعلق نہیں ہے، نہ ہماری کسی جماعت سے سیاسی وابستگی ہے اور نہ ہی حال یا مستقبل میں کوئی سیاسی مقاصد ہیں۔ کوئی دلائل کی بنیاد پر ہماری کسی رائے سے اختلاف کرے تو یہ اس کا حق ہے لیکن جس طرح ہر شعبہ زندگی میں اس شعبے کے ماہرین رائے دینے کا حق رکھتے ہیں اور انہی کی رائے کو قابل توجہ سمجھا جاتا ہے، اسی طرح دین کو اتنا مظلوم نہ بنا دیا جائے کہ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کے ماہرانہ علم کے بغیر ہر شخص اسلام پر اتھارٹی بننے کا دعویٰ کرے اور اپنی رائے کو حرف آخر سمجھے۔